www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

مولانا عزیز زبیدی

پیدائش بتکدہ میں فطرت بت شکن

اس عہد کی تجدید کی اشد ضرورت ہے

آزر، براہیم اور اسماعیل، انداز زیست سب کے جدا جدا، باپ بت فروش، بیٹا بت شکن اور صاحبزادہ سر فروش۔ وہ مظاہر پرست، یہ خدا پرست اور تیسرا تسلیم و رضا کا پیکر۔ اپنا اپنا نصیب اور اپنی اپنی فطرت! ایک ہی درخت، کچھ کانٹے، کچھ پھول اور کچھ شیریں پھل ——

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل!
کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

کفر اور شرک کی ایک خاص فطرت اور سرشت ہے جس کے سمجھنے کے لیے "آزر" کی زندگی کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

اسلام اور توحید کا اپنا ایک مزاج اور رنگ و بو ہے، اگر یہ کہا جائے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حیات طیبہ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا اسوۂ حسنہ اسلام اور توحید کی سچی تفسیر، اصلی تعبیر اور بے داغ اسلوب ہے تو اس میں قطعاً کوئی مبالغہ نہ ہو گا۔

نمارودِ وقت کے اپنے مخصوص اغراض، آمرانہ مقاصد اور ناپاک پروگرام ہوتے ہیں جن کی تکمیل کے لیے کچھ افراد کی ضرورت ہوتی ہے جو بدقسمتی سے عموماً ان کو مل ہی جاتے ہیں۔

آزر، نمارودِ عراق کے اغراضِ باطلہ کی تکمیل کے لیے ایک معتمد ستون تھا، خدا کی خدائی سے تو اس کو کوئی دلچسپی نہیں تھی، ہاں نمرود کی خدائی کے سلسلہ میں خاصا مخلص رہا اور اس کے لیے خاصی سنجیدہ کوششیں بھی کیں۔

کسی قوم کی بدنصیبی کے لیے اتنی ہی بات کافی ہوتی ہے کہ اس کے سربرآوردہ لوگوں کو ملک اور قوم کی بہ نسبت جبر و استبداد کی دلجوئی زیادہ مطلوب ہو اور محض اس لیے کہ ان کے شخصی مصالح پورے ہوتے ہیں، وہ پوری

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

قوم کے مصالح اور مستقبل کو بھی بیچ کھاتے ہوں ——— یہ آزر، انہی عائدین میں سے ایک تھا، جن کے دم قدم سے نمرود کی خدائی سلامت تھی۔ گویا کہ یہ "نمرودی سنتِ سیئہ" اور "آزری حکمتِ عملی" ہے جس کو اسی تائید اور تماشش کے لوگوں کے ذریعے ابلیس اور اس کی ذریت لے کر چل رہی ہے۔

دین اور دنیا کی تفریق بھی آزری اور نمرودی حکمتِ عملی کی یادگار ہے کیونکہ یہ طرزِ حکومت انہی لوگوں نے ایجا کیا تھا۔ ان کے ہاں بیت الحکومۃ کا وارث حکمراں ہوتا تھا اور ہیکل کا کاہن دنیاوی حکومت کا مالک حکمراں ہو تھا، مذہبی اور نام نہاد روحانی حکومت کاہن کے حوالے ہوتی تھی۔ دراصل یہ "بنارسی ٹھگ" تھے جو ایک دوسر کی ملی بھگت سے بندگانِ خدا کا استحصال کیا کرتے تھے۔

آزر بہت بڑا آرٹسٹ تھا۔ صناعی بری شے نہیں، لیکن جب یہ روحانی رومان، جنسی ارمان، ذہنی عیاشی اور تن آسانی کا سامان بن جاتی ہے اس وقت اس کی مضرت اس کی افادی حیثیت پر غالب آ جاتی ہے۔ جتنی انسانی خدمات انجام دیتی ہے، اتنی ہی یہ انسان اور اس کی آخرت کے لیے غارت گر ثابت ہوتی ہے۔

اس ظالم نے اپنی صنعتی صلاحیتیں، بت تراشی، بتکدہ کی آرائش اور استحکام کے لیے صرف کر ڈالی تھیں اس فن میں اس کی یکتائی نے خدا کی یکتائی اور وحدت کو پارہ پارہ کرنے کی کوشش کی۔ بابلیوں کو اتنے خدا، اتنے مشکل کشا اور داتا مہیا کیے کہ ان کو تنگیٔ داماں کی شکایت ہو گئی۔

نمرود کے بے شمار مجسمے بنائے، اس کی خدائی کے عجیب عجیب روپ تخلیق کیے، ستاروں کو خدا بنا کر ا کی مورتیوں کے انبار لگا دیے۔ سورج اور چاند کے اصنام تیار کیے اور پھر پوری قوم کو ان کے گرد جمع کرنے کا فریضہ بھی سرانجام دیا۔ لوگ ان کے گرد طواف کرتے۔ ان کے حضور چلہ کشی اور اعتکاف کے نذرانے پیش کرتے۔ جو پیشانی خدا کے حضور نہ جھک سکی، وہ اپنے ہاتھ کے گھڑے ہوئے بتوں کے حضور یوں رسوا ہوئی کہ خدا کی پناہ!

سورۃ انعام میں آیا ہے:

إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ أَتَتَّخِذُ أَصْنَامًا آلِهَةً (الانعام)

جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا کہ آپ بتوں کو خدا بناتے ہیں!!

اصنام صنم کی جمع ہے۔ صنم کے لغوی معنی مضبوط اور قوی کے ہوتے ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں صَنِمَ الْعَبْدُ غلام طاقتور اور مضبوط ہو گیا۔ امام راغب کی تصریحات سے پتہ چلتا ہے کہ ہر وہ چیز صنم ہے جس کے تعلق

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کی وجہ سے انسان خدا سے بیگانہ اور غافل ہو جائے۔ (مفردات)

در اصل یہ کیفیت اس وقت ہی پیدا ہوتی ہے جب کوئی شخص کسی شے کے سلسلہ میں ایسی ہی توقعات اور حسنِ ظن میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ اسباب و علل سے ماورا رکوئی شے اس کو کچھ فائدہ یا نقصان پہنچا سکتی ہے۔ گویا کہ آزر نے ایک ایسی طرح ڈال دی تھی کہ پوری قوم خدا کے ماسوا اور بہت سی چیزوں کو نافع اور ضار سمجھ کر ان کے گرد جمع ہو گئی تھی۔ خواہ وہ نمرودی کرّ و فر ہو یا مذہبی پیشواؤں کے جال ہوں۔ روحانی مہنتوں کے مکر و فریب ہوں یا سیاسی ٹاؤٹوں کی جعل سازیاں ہوں، بہرحال انسان ان کے سلسلہ میں کسی خوش فہمی میں مبتلا ہو کر ہی ان کے ہتھے میں آ سکتا ہے ـــــ آزر نے یہ سارے جال بچھا رکھے تھے جس پر حضرتِ خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو ملامت کی تھی ـــــ اور خدا سے یہ دعا کی تھی؛

"وَاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ○"

(الٰہی!) مجھے اور میری نسل کو بتوں کی پرستش سے دور ہی رکھیو۔

ظاہر ہے کہ اس سے مراد صرف وہ ظاہری اصنام اور بت نہیں ہو سکتے جن کا رواج عام تھا بلکہ ان کے ساتھ یہ سب دوسری جعل سازیوں کے نقشے بھی تھے۔

سورہ انبیاء میں فرمایا؛

"اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ○"

وہ وقت یاد کرو جب حضرت ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تھا، یہ کیا تصویریں اور مورتیاں ہیں جن پر تم جمے بیٹھے ہو۔

تمثال دراصل اس چیز کا نام ہے جو دوسری شے سے ملتی جلتی ہونے کی وجہ سے اس کی صفات اور خصوصیات کی مظہر بھی ہو۔ آزر اور اس کی قوم نے اس قسم کے گمراہ کن مظاہر گھڑ لیے تھے جن کے سلسلہ میں یہ حسن ظن قائم کر لیا گیا تھا کہ یہ خدائی صفات اور اختیارات کے حامل اور مظہر ہیں ـــــ اس لیے ان کا یہ نعرہ عام ہو گیا تھا؛

اللہ کے پلّے میں وحدت کے سوا کیا ہے
لینا ہے جو ہم نے، وہ لے لیں گے محمّد سے (استغفراللہ)

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان پر یہ الزام عائد کیا؛

اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ۭ اِنَّ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ" (پ ۲۰۔ عنکبوت۔ ع ۲)

تم تو خدا کے سوا بس بتوں کی پرستش کرتے ہو اور جھوٹی جھوٹی باتیں (دل سے) بناتے ہو خدا کے سوا جن کی پرستش کرتے ہو تمہیں روزی دینے کا تو (ذرا سا بھی) اختیار نہیں رکھتے، اس لیے روزی بھی خدا سے ہی مانگو، اسی کی عبادت کرو اور اس کا ہی شکر بجا لاؤ۔

مقصد برآری اور دکان چمکانے کے لیے غلط رُخ قول و فعل کے استعمال کرنے کا نام "افک" ہے۔ اگر ہم اسے "جاہلی سیاست" سے تعبیر کریں تو بے جا نہ ہوگا۔ گویا کہ کل جسے "افک" کہا جاتا تھا اسے آج "سیاستِ سوء" سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ کل جو شے جاہلیت تھی آج وہی روشن خیالی اور سیاسی چابک دستی تصور کی جاتی ہے۔

---وا عیانِ حق کی راہ مارنا اور دعوتِ حق پر بری طرح بگڑنا بلکہ ان کے گلے پڑنا چونکہ آزر کی آزریت کا خاص شاہکار تھا لہٰذا بگڑ کر بولا،

"اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ۝"

کہا اے ابراہیم! کیا تو میرے آقاؤں اور معبودوں سے پھر گیا ہے؟ اگر تم باز نہ آئے تو میں تمہیں سنگسار کر دوں گا۔ مجھ سے دور ہو جاؤ۔

الغرض اپنے پرائیویٹ مصالح اور مقاصد کی خاطر چند شاطر اور جاہ پرست افراد کو پوری قوم اور ملک پر مسلط رکھنے کی کوشش کرتے رہنا اپنی بہترین صلاحیتوں سے عوام کی گمراہی کے کام لینا، راہِ حق مارنا، خود تراشیدہ اصنام اور منتخب کردہ طاغوت کی غلامی کو "معنوی اور معنے خیز ترقی" کا زینہ تصور کرنا "داعیانِ حق" سے بگڑنا اور "دعوتِ حق" سے چڑنا، کفر و طاغوت کی خدمت کرنا، خدا اور رسول کے سامنے اڑ جانا۔ بس "آزری" کا یہ طول و عرض تھا۔ اب آپ اس کے بالمقابل، براہیمی اور اسمٰعیلی طرزِ زندگی ملاحظہ فرمائیں اور خود ہی موازنہ کریں کہ ہم اپنا وزن کس پلڑے میں ڈال رہے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کے اندر کئی ایک پہلو قابلِ نظارہ ہیں۔ آپ پیغمبرِ خدا بھی ہیں اور آزر کے صاحبزادے بھی، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے باپ بھی ہیں اور اپنی قوم کے ایک عظیم فرد بھی۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

نینوا اور بابل کے باشندے بھی ہیں اور ایک مہاجر بھی۔ بتکدہ میں پل کر جوان بھی ہوئے۔ کعبہ کے معمار بھی بنے ان تمام متنوع اور متضاد حیثیتوں میں انہوں نے جو ایک معیار اور اسوۂ حسنہ پیش کیا ہے، وہ جس قدر جبیں ہے اتنا ہی طویل بھی ہے۔ جس کا یہاں استقصاء مشکل ہے تاہم بعض امور ایسے ہیں اگر ان کے سمجھنے کی کوشش کی جائے تو "براہیمی" سمجھنے میں بڑی مدد مل سکتی ہے۔

مثلاً فرائض منصبی میں ذرہ برابر کوتاہی برداشت نہ کی، لیکن شدید اختلافات کے باوجود ایک فرزند ارجمند کی حیثیت میں باپ کے "معروف احترام اور آداب" کو بھی ملحوظ رکھا۔ اولاد عزیز از جان ہوتی ہے لیکن جب "اُس" کی راہ میں لٹانا پڑا تو تامل نہ کیا۔ گو ایک عظیم قوم کے مالک بنے۔ لیکن حق کو قوم کی جمہوریت کی نذر نہ کیا۔ ملک و وطن کے ہر باسی کو اپنے ملک سے بے پناہ محبت ہوتی ہے مگر ضمیر اور حق پر کبھی بھی اس کو بھاری نہیں ہونے دیا۔ اگر پوری قوم اور ملک نے راہ روکنے کی کوشش کی تو اس کی پرواہ نہ کی۔ دیس سے پردیس جا کر خدا کو نہ بھولے۔ نکلے بھی تو یوں کہ ؎

جبیں پہ گردِ رہِ عشق، لب پہ مہرِ سکوت!
دیارِ غیر میں پھرتا ہوں، آشنا کے لیے!

کہتے ہیں ماحول اور خاندانی اثرات سے ڈھلتے ہیں، یہ بات کافی حد تک صحیح بھی ہے۔ لیکن یہ اس وقت ہوتا ہے جب اپنے "ضمیر اور ایمان" سے محبت نہ رہے۔ اپنے نظریہ پر ترس نہ آئے اور کند قلب و نگاہ لے کر اٹھے ——— ایک باضمیر خدا آشنا اور عقابی نگاہ رکھنے والے باخدا انسان کے لیے خاندان تو کجا، آتشکدہ جیسے آتشیں عوامل بھی ان پر اثر انداز نہیں ہو سکتے اور نہ ہوئے۔ بت کدہ میں پل کر کعبہ ہی تعمیر کیا ——— ملک اور قوم کو بھی اس پہ نثار کیا ——— !

طبعی اور فطری حیثیت میں آپ "اوّاہ" "منیب" اور "حلیم" تھے۔ اوّاہ سے مراد وہ ہستی ہے جو حُبِّ حق کے باعث آہ و فغاں جس کا شیوہ ہوتا ہے۔ حلیم اس بردبار اور متوازن انسان کا نام ہے جو ناسازگار حالات کے باوجود حوصلہ نہیں ہارتا اور حواس قائم رکھتا ہے۔ منیب اس کو کہتے ہیں جو اپنی مشکلات اور مسائلِ حیات کے سلسلہ میں دستگیری اور رہنمائی کے لیے سدا اپنے رب کی طرف متوجہ رہتا ہے،

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ○ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُّنِيبٌ ○

آپ کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہے؛

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ○ (پ۱۶۔ مریم) کہ آپ صدیق نبی تھے۔

اور صدیق نبی وہ ہوتے ہیں جو خدا سے اپنے خصوصی تعلق اور الہامات کے بارے میں حد درجہ مطمئن، صاحبِ ایقان اور شاہدِ حق ہوتے ہیں۔ ان کی زبان صرف شہادتِ حق کے لیے کھلتی ہے اور حق ہی ان کی زبان سے نکلتا ہے؛

وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ○ (مریم) کہ ہم نے ان کو سچ کہنے والی زبان بخشی۔

گو یہ مقام سب انبیاء کو حاصل ہوتا ہے، لیکن آپ کو مزید اختصاص حاصل تھا کیونکہ مظاہر پرست دنیا کے ماحول میں ارض و سماء کی بادشاہت اور ملکوت کا مشاہدہ آپ کو بالخصوص کرایا گیا تھا تاکہ ان کے تخمین و ظن کے مقابلے میں دولتِ یقین آپ کو مزید حاصل ہو جائے۔

وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ○

بے داغ دل بھی آپ کو حاصل تھا؛

اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ○ (صٰفّٰت) کہ جب آپ قلبِ سلیم لے کر اپنے رب کے پاس آئے۔

قلبِ سلیم سے مراد وہ بے داغ دل ہے جو غیر اللہ کی پرچھائیوں کی وجہ سے داغ دار نہیں ہوتا۔ قرآن حکیم کی زبان میں اس کو حنیف بھی کہتے ہیں؛

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا وَّلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ (النحل۔ ع ۱۶)

یقین کیجئے! حضرت ابراہیم خود ایک امت تھے، قانت تھے، حنیف تھے اور مشرک نہیں تھے۔

امت تھے۔ جو خوبیاں علی الانفراد سب میں پائی جاتی ہیں، ان کے وہ تنہا مالک تھے۔ اس لیے مرجعِ خلائق اور امام بنے۔ قانت تھے۔ باادب خدا کے حضور عبادات اور مناجات میں سدا محو رہنے کو قانت کہتے ہیں۔ حضورِ قلب کا یہ وہ مقام ہے جہاں باادب، بالملاحظہ، ہوشیار کی کیفیت اور سماں طاری رہتا ہے یوں جیسے ایک وفادار اور عاشقِ زار غلام اپنے آقا کے پرجلال دربار میں حاضر کھڑا ہو۔

حنیف تھے۔ حضورِ قلب کی اس دولت میں کسی اور دھیان اور دلچسپی کی آمیزش سے پاک اور صرف خدا کے لیے یکسو تھے اور اس سلسلہ میں اس قدر حساس اور غیور تھے کہ اگر اس مقام "توحید" کے منافی کہیں کوئی چیز آپ کو نظر آجاتی تو بیزار ہو جاتے:

فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ (پ۱۱۔ توبہ۔ ع ۱۴)

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

پھر جب ان پر (یہ راز) کھلا کہ یہ (آزر) اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے بیزار ہو گئے

يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ (پ۷۔ الانعام۔ ع۹)

یعنی اے قوم! میں ان سے بیزار ہوں جن کو تم شریک کرتے ہو۔

اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○

(لہٰذا) میں نے تو ایک طرف کا ہو کر اپنا رخ اس ذات کی طرف کر دیا ہے جس نے زمین و آسمان بنائے میں تو شریک کرنے والا نہیں ہوں۔ (حوالہ مذکورہ)

بلکہ خدا کی راہ میں خویش و اقربا، قوم، ملک، جاہ و حشم اور چین و آرام بھی حائل ہوئے تو سب کو چھوڑ دیا، بیوی اور بیٹے کی جدائی اور قربانی کی بات آئی تو دیر نہ کی۔ جان پر کھیل جانے کی نوبت آئی تو یوں نثار ہوئے جیسے پڑا... زندگی کا یہ وہ کیف اور رنگ و بو ہے کہ جس پر طاری ہو جاتا ہے "حق کا راہی" کہلانے لگتا ہے اس کا سارا سفرِ حیات، سیر الی اللہ میں شمار ہوتا ہے؛

قَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ (عنکبوت ع۳) کہا میں (تو) اپنے رب کی طرف ہجرت کرتا ہوں۔

اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ (الصّٰفّٰت۔ ع۳) میں (تو) اپنے رب کی طرف چلا ہوں۔

رب کسی دنیاوی سمت اور جگہ میں نہیں ہے کہ آپ ادھر کو اٹھ دوڑے ہوں۔ وہ تو ہر جگہ ہے۔ اس لیے یہ "جانا" اللہ کے لیے سفرِ حیات جاری رکھنے کا نام ہے گویا کہ "سراپا رب کا ہو کر رہنا" ——— رب کی طرف ہجرت کرنا ہے۔

یہ حج، کعبہ کا یہ پروانہ وار طواف، خدا کی راہ میں یہ صحرانوردی، طاغوت کے خلاف جنگ جاری رکھتے ہوئے جمروں پر یہ سنگ باری، منیٰ میں قربانیوں کی یہ رسمِ کہن، سبھی کچھ اسی "مہاجر اور حق کے راہی" کے پاک نقوشِ پا ہیں ——— نقل را عقل باید۔ سوچ لیجئے! آپ کے یہ حج اور آپ کی یہ قربانیاں، کیا اسی "ذہنِ زرخیز"، "قلبِ اوّاہ" اور "دلِ بے داغ" کے نخچیر ہیں؟ کیا اس کے پسِ پردہ وہی جذبہ، وہی حرارت، وہی عشقِ بے پرواہ اور وہی بے تابو غیرت کار فرما ہے؟

اسوۂ ذبیح، اَلَّذِيْ لَمْ يَسْتَثْنِ بِيَدِهٖ کے مطابق اسوۂ خلیل سے مختلف نہیں ہے۔

کم سنی میں حکم ہوتا ہے، یہ پُر رونق شہر اور بازار چھوڑ چھاڑ کر بے آب و گیاہ اور لق و دق صحرا میں جا بسیں! ... آئی! حاضر جناب! لیکن خیال آیا کہ یہاں ہمارا کون؟ جواب ملا: اللہ! اسطمئن ہو کر کہا بس پھر پرواہ نہیں،

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اگر وہی پاس ہے جس کی تلاش کے لیے سفرِ حیات کی ڈیوٹی ملی تو اس "خدمت" سے بڑھ کر اور "تقریبِ وصال" کیا ہو سکتی ہے"۔

دل صاحب اولاد سے انصاف طلب ہے!

سوال ہوا، بیٹا! "رب جان مانگتا ہے"! جواب ملا، حضور! تو پھر دیر کاہے کی؟ اگر دے کر بارِ امانت سے رہائی نصیب ہو جائے تو اور کیا چاہیئے، فکر نہ کیجیئے! یہ لیجیئے! بیٹے نے پیشانی رب کے حضور زمین پر رکھ دی۔ باپ نے چھری چلا دی، بسم اللہ اللہ اکبر!

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی!!

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا!!

ہاں جناب! وہ آزری ہے اور یہ براہیمی۔ عمر تو ساری آزری میں گزر گئی، اب اگر ارادہ کر لیا ہے کہ براہیمی کا مزہ بھی چکھ لیں تو پھر بسم اللہ! پر یہ سوچ لیجیئے! کہ یہ صرف "دنبہ اور بچھڑے" کے گلے پر چھری پھرنے کی ایک رسم نہیں، ایک عہد بھی ہے، دعوے بھی ہے، حالات، وقت اور ایمان کا ایک تقاضا بھی ہے!

تفسیر فتح البیان (للنواب صدیق الحسن خان)

تفسیر الکبیر مع ابی سعود، ابن کثیر، تفسیر مظہری، الترغیب والترہیب مع المشکوٰۃ، سیرۃ النبوی مع زاد المعاد، طبقات الحنابلہ، الملل والنحل لابن حزم، فصوص الحکم لابن عربی، تحفۃ الاحوذی، عون المعبود، البدر الطالع للشوکانی نیز مشہور اردو، فارسی اور پنجابی (منظوم) تفاسیر اور غزنوی مترجم مشکوٰۃ، ریاض الصالحین اور حمائل قرآن وغیرہ وغیرہ

اگر آپ اپنی کوئی کتاب بیچنا چاہیں تو ہمیں یاد فرمائیے!

رحمانیہ دار الکتب امین پور بازار لائلپور

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ